پورے اہتمام کے ساتھ پہنچانا چاہیے۔ان کوششوں کے نتیجے میں عین ممکن ہے کہ نفاذ اسلام کا سلسلہ کسی مسلمان ملک کے بجائے کسی ایسے غیر مسلم ملک سے شروع ہو جائے جس کے بارے میں ابھی سوچا بھی نہ جا سکتا ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے اللہ کے نبیؐ کی دعوت مکہ میں اس کے ہم وطنوں سے پہلے حبش کے بادشاہ اور مدینہ کے اجنبیوں نے قبول کی۔داس کیپی ٹال جس ملک میں لکھی گئی اس کی بنیاد پر انقلاب اس ملک سے ہزاروں میل دور زاروں کی سرزمین اور چیانگ کائی شیک کے وطن میں برپا ہوا۔ابوجہل اور ابولہب کی صفوں سے اگر ڈیڑھ ہزار برس پہلے لشکر اسلام کو عمرؓ بن خطاب اور خالدؓ بن ولید جیسے مردانِ کار دستیاب ہو سکتے تھے تو آخر آج کعبے کو صنم خانوں سے پاسباں کیوں میسر نہیں آسکتے ؟ پھر جدید ذرائع ابلاغ کے باوجود اپنے ملک میں نفاذ اسلام کے انتظار میں بندگیِ رب کی دعوت دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچانے سے رکے رہنے کا کوئی منطقی جواز نہیں ہے۔اس دعوت کا تعلّق صرف اجتماعی معاملات سے نہیں، ہر فرد کی انفرادی فلاح و نجات سے بھی ہے۔لہٰذا اس سے ناواقفیت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونے والا ہر شخص ربِ کائنات کے حضور یہ شکایت کرنے میں بالکل حق بجانب ہوگا کہ جن لوگوں کو آپ نے اپنے آخری پیغام کا امین اور پوری دنیا کے لیے اس حق کا گواہ بنایا تھا، وسائل موجود ہونے کے باوجود انھوں نے یہ پیغام ہم تک نہیں پہنچایا، اس لیے ہمارے دوزخ میں جانے کے اصل ذمہ دار یہی لوگ ہیں۔

آج غیروں کی زیادتیوں کے ردعمل میں چلنے والی احتجاجی تحریکوں پر مسلمانوں کے جو وسائل صرف ہو رہے ہیں اور جتنی جانی قربانیاں ان تحریکوں کے وابستگان دے رہے ہیں، اگر یہ مالی وسائل اور یہ انسانی توانائیاں دنیا تک اسلام کے پیغام کو قومی حقوق اور مفادات کے جھگڑوں سے بالاتر رہتے ہوئے پوری انسانیت کے لیے خیرخواہی کے سچے جذبے کے ساتھ پہنچانے پر صرف کی جائیں، تو یقینی طور دنیا میں اسلام کی مقبولیت کے حوالے سے کہیں بہتر نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔پوری دنیا پر اللہ کی حاکمیت کے قیام کے لیے مولانا مودودیؒ نے اسی راستے کی نشان دہی کی ہے، اور انسانی معاشرے میں مولانا مودودیؒ کے وژن کے مطابق تبدیلی برپا کرنے کے لیے اسی حکمت عملی کا اختیار کیا جانا ضروری ہے۔

قائد: دلوں کا فاتح

قائد دل سے کام کرتا ہے--- دل سے سنتا ہے--- دل سے دیکھتا ہے--- دل کی سنتا ہے--- دل سے پوچھتا ہے--- دل کو پوچھتا ہے--- دل سے لیتا ہے--- دل کو دیتا ہے--- یہ دل کو بدلتا ہے، دل اس کو بدلتا ہے۔

قائد دلوں پر حکمرانی کرتا ہے--- لیکن یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے کہ جب اس کا دل اس پر حکمران ہو--- اپنے دل کا مفتوح دوسرے کے دلوں کا فاتح بن جاتا ہے۔

قائد اپنے کام کو محض فرض کی تکمیل یا عہدے کو نبھانے کی غرض سے نہیں کرتا ہے--- بلکہ وہ اپنے کام سے محبت کرتا ہے--- اپنی قیمتی متاع--- ''زندگی'' کو اس محبت پر نچھاور کر دیتا ہے۔ اس کا کام--- اس کا مقصد ہوتا ہے۔ اس کی محبت اس کے کام کو حسین اور دل چسپ بنا دیتی ہے۔

قائد کا دل جذبات سے لبریز ہوتا ہے۔ وہ اپنے اندر کی بات سنتا ہے--- اس سے عہد کرتا ہے--- دل کی اتھاہ گہرائیوں سے حکمت کے موتی سمیٹتا ہے اور بلندی کی طرف پرواز کرتا ہے۔ قائد کا دل--- قائد سے زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ قائد تھک بھی جائے، اس کا دل نہیں تھکتا۔ قائد بیٹھے تو دل اس کو اٹھا دیتا ہے--- دل متحرک رہتا اور متحرک رکھتا ہے--- قائد اپنے دل کا خیال رکھتا ہے، اس کو توانائی فراہم کرتا ہے۔

قائد اپنے دل کی مٹھی میں ہوتا ہے اور اس کا دل اس کے رب کی مٹھی میں ہوتا ہے۔ وہ سمع و بصر، ذکر و فکر، جہد و سعی اور حب و وفا کے ذریعے وہ ماحول فراہم کرتا ہے جس میں ماہیت قلب استوار ہوتی ہے، زور پکڑتی ہے اور اس دنیا کے زمان و مکاں کی حدود سے باہر نکل کر ارض و سموات سے بلند ہو کر، رب کریم کے نور کی بدولت ایک چراغ کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے۔

قائد کا کردار اسی چراغ کا پرتو ہوتا ہے۔

سنابل العلم

تفہیم القرآن' ایک عصری و عمرانی تفسیر

سید محمد علی ایازی○

برعظیم کے عظیم مصلحین میں سے ایک علامہ ابوالاعلیٰ مودودیؒ ہیں۔ آپ نے اردو زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی' جو عمرانی اور تربیتی لحاظ سے بہت اہم ہے۔ خوش قسمتی سے آپ کی تفسیر اور دیگر تالیفات کا قابلِ ذکر حصّہ دوسری زبانوں کے علاوہ عربی' فارسی' ترکی بنگالی' ہندی' پشتو' جرمنی اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

علامہ مودودیؒ محض پاکستان سے ہی تعلّق نہیں رکھتے' بلکہ آپ کا تعلّق پورے عالمِ اسلام سے ہے۔ آپ کے افکار و آثار' یعنی تصنیفات و تالیفات' دنیاے اسلام میں دستیاب ہیں۔ جونہی آپ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا اور استعمار اور ہوسِ اقتدار میں مبتلا طبقے پر کھل کر تنقید کی' تو آپ کی آواز پوری دنیا میں ہر جگہ پہنچی اور رفتہ رفتہ آپ کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا۔ ایران اور فارسی جاننے والے ممالک میں آپ کی تالیفات فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں شائع ہوئیں' جن سے شیعہ و سنی دونوں مکاتب فکر نے استفادہ کیا۔

سید ابوالحسن علی ندویؒ ایک بڑے عالم دین اور علامہ مودودیؒ کے ہم عصر ہیں۔ وہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: ''میں نے اسلامی تہذیب کے اس دور میں آپ جیسا کوئی اور شخص نہیں دیکھا جس نے فکر و خیال پر اتنے زیادہ اثرات چھوڑے ہوں''۔

○ سربراہ' ادارہ تربیت اساتذہ' تہران

☆ فارسی سے ترجمہ: محمد ظہیر الدین بھٹی

علامہ مودودیؒ کی شخصیت کا اہم پہلو یہ ہے کہ انھوں نے تاریخ کے ایک اہم موڑ پر قرآن مجید کی طرف پلٹنے کی دعوت دی۔ آپ ان مصلحین میں سے تھے جنھوں نے برعظیم میں قرآن کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی۔ آپ سے پہلے سید جمال الدینؒ اسدآبادی (۱۲۵۴ھ-۱۳۱۴ھ) اور شیخ محمد عبدہؒ (۱۲۶۶ھ-۱۳۲۴ھ) مشرقِ وسطیٰ میں دعوت دے چکے تھے۔ رجوع الی القرآن کا یہ نظریہ اس لحاظ سے بے حد اہمیت کا حامل ہے کہ قرآن مجید کئی برسوں سے، عوام کی زندگی سے بہت دور، الگ تھلگ کر دیا گیا تھا۔ قرآن مسلمانوں کی نظر میں محض ایک مقدس کتاب تھی، وہ اس کا احترام کرتے تھے۔ اسے چومتے تھے، خوشی و غمی کے موقعے پر اس کی تلاوت کر لیتے تھے اور مُردوں کی روحوں کو خوش کرنے کے لیے قرآن پڑھا لیتے تھے۔ مگر زندگی کی سرگرمیوں میں اسے دستور العمل بنا لینے کا دور دور تک نام و نشان نہ تھا۔

علامہ مودودیؒ نے قرآن کی طرف رجوع کرنے کی جو دعوت دی ہے، وہ دراصل قرآن کی عزت و احترام کی طرف حقیقی معنوں میں لوٹنے کی دعوت ہے۔ یہ مسلمانوں کی فکری پس ماندگی کے خاتمے اور تہذیبی زوال کی تلافی کی دعوت ہے۔ قرآن کی طرف پلٹنا ایک ایسی کتاب کی طرف پلٹنا ہے جو تنہا سند حجت ہے، قطعی اور متواتر ہے، تحریف سے پاک ہے اور تمام مسلمانوں میں یکساں مقبول و محترم ہے۔ اس کتاب سے جہاں بانی و جہاں بینی کے اصول و عقائد اور احکام و اقدار حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اس کتاب کے ذریعے غلو آمیز خرافاتی عقائد کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ اس پر سبھی مسلمانوں کا ایمان و اتفاق ہے۔ اس لیے یہ اتحاد اور مسلمانوں کی عمرانی اور سیاسی تحریک کی بنیاد بن سکتا ہے۔ اس کتاب سے تعلیم میں انقلاب اور سماجی ترقی وجود میں آسکتی ہے۔

علامہ مودودیؒ نے قرآن کے اصل پیغام کو پہچان کر جو ذہنی رفعت حاصل کی ہے، آپ اس بارے میں لکھتے ہیں: ''جب آنکھ کھول کر قرآن کو پڑھا تو بخدا یوں محسوس ہوا کہ...... علم کی جڑ اب ہاتھ آئی ہے...... دنیا کے تمام بڑے بڑے مفکرین اب مجھے بچے نظر آتے ہیں...... کہ ساری عمر جن گتھیوں کو سلجھانے میں الجھتے رہے...... اور پھر بھی حل نہ کر سکے۔ ان کو اس کتاب [قرآن کریم] نے ایک ایک دو دو فقروں میں حل کر کے رکھ دیا ہے، حیوان سے انسان بنا دیا۔ تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئی، اور ایسا چراغ میرے ہاتھ میں دے دیا کہ زندگی کے جس معاملے کی طرف نظر

ڈالتا ہوں حقیقت اس طرح برملا دکھائی دیتی ہے کہ گویا اس پر پردہ نہیں ہے۔ انگریزی میں اس کنجی کو master key (شاہِ کلید) کہتے ہیں' جس سے ہر قفل کھل جائے۔ سو میرے لیے یہ قرآن 'شاہِ کلید' ہے۔ مسائل حیات کے جس قفل پر اسے لگاتا ہوں کھل جاتا ہے۔ جس خدا نے یہ کتاب بخشی ہے اس کا شکر ادا کرنے سے میری زبان عاجز ہے۔ (تفہیم القرآن فارسی' ج ۱' ص ۲' ترجمہ: کلیم اللہ)

علامہ مودودیؒ سے پہلے علامہ اقبالؒ نے برعظیم میں رجوع الی القرآن کی دعوت دی تھی۔ انھوں نے اپنی کتاب اسرارِ خودی اور دیگر کتابوں اور اپنے اشعار میں قرآن کی طرف رجوع کے لیے کہا تھا' کہ اس سے مسلمان اپنے آپ کو پالیں گے اور غیروں کی تہذیب اپنانے کی ذلت سے بچ جائیں گے۔ دنیا پر مغربی اقوام کے تسلط سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں مسلم نوجوان تہذیب مغرب کی چکاچوند سے فریب کھا کر حوصلہ نہ ہار بیٹھیں اور اسلام کی برتری و حقانیت سے ان کا اعتماد نہ اٹھ جائے۔ اسی لیے علامہ اقبالؒ نے انھیں بروقت خبردار کیا اور قرآن کی طرف بلایا۔

علامہ مودودیؒ نے ویسے تو کئی مقالات شائع کیے' مگر قرآن کی طرف واپسی کے جلیل مقصد کے لیے آپ نے اپنے رسالے ترجمان القرآن میں تسلسل سے لکھا' تاکہ عہدِ حاضر کی زبان میں معاشرے کو قرآنی فکر سے متعارف کروائیں۔ آپ نے 'جماعت اسلامی' کے نام سے ایک پارٹی قائم کی اور اس کے ارکان کی ذہنی و فکری پرورش و تربیت قرآنی فکر سے کی۔

آپ نے اپنی تفسیر میں اس نکتے کو انتہائی سادگی اور اختصار سے بیان کیا ہے کہ نزولِ قرآن کا مقصد کیا ہے؟ قرآن کا کیا دستور العمل ہے؟ قرآن جس انسان کا تعارف کرواتا ہے' وہ کس قسم کا انسان ہے؟ اور قرآن ایک نظام اور معاشرے کی تشکیل کے لیے کس قسم کا منصوبہ پیش کرتا ہے؟ علامہ کی تفسیر تفہیم القرآن کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینا ممکن نہیں ہے' اس لیے کہ یہ چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اگرچہ اس کے تمام پہلوؤں کا تجزیہ اور باریک بینی سے جائزہ لینا ضروری اور ازبس مفید ہے۔ بہرحال یہاں اختصار کے ساتھ اس تفسیر کی چند خصوصیات اور نکات بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں:

۱- تفہیم القرآن عوام کی رہنمائی و آگاہی کے لیے سادہ زبان میں لکھی گئی ہے۔ ترجمہ و تشریح سے اس کا مقصد' متخصصین اور اہلِ فن کے ذوق کا سامان فراہم کرنا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تفسیر میں اکیڈمک طرز کی بحث و تحقیق' ادبی نکتہ آفرینیوں یا اعجاز بلاغت کے نکتے پیش کرنے سے احتراز

کیا گیا ہے۔ علامہ مودودی چاہتے ہیں کہ قارئین تک قرآن کا پیغام پہنچائیں اور اس پیغام سے واقف ہونے کا اثر ان کی زندگی اور طرزِ عمل پر پڑے۔ ان کا مقصدِ زندگی اور حیاتِ عمرانی کا منشا بدل جائے۔

۲- اس تفسیر کی ایک خصوصیت اس کا 'عصری' ہونا ہے۔ 'تفسیر عصری' سے مراد یہ ہے کہ مفسر دینی و اعتقادی مباحث پیش کرتے وقت ایسا اسلوب اختیار کرے کہ عام ناظر اس کتاب کو پڑھتے ہوئے قرآن کا مفہوم و مدعا بالکل صاف صاف سمجھتا چلا جائے اور وہ اپنے دور کی زبان اور فکر میں قرآن کے پیغام کو پا سکے۔ اسی طرح دورانِ مطالعہ جہاں جہاں اسے الجھنیں پیش آسکتی ہوں وہ صاف کر دی جائیں۔ پھر جہاں کچھ سوالات اس کے ذہن میں پیدا ہوں، اس کا جواب اسے بروقت مل جائے۔ علامہ مودودیؒ اپنی تفسیر کے مقدمے میں اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ دیگر مفسرین کی کوششیں قابل قدر ہیں، مگر وہ آج کی ضروریات پورا کرنے اور تشنگی رفع کرنے کے لیے کافی نہیں ہیں۔ چاہیے یہ کہ موجودہ دور کے لحاظ سے تفسیر لکھی جائے، جس سے مناسب طور پر استفادہ کیا جاسکے۔

۳- اس تفسیر کی ایک اہم خصوصیت مفسر کا سماجی علوم و افکار سے واقف ہونا بھی ہے۔ اس صدی میں، علمِ تفسیر میں یہی بات قرآن کی طرف کشش و جاذبیت کا سبب بنی ہے۔ علامہ مودودیؒ ہر آیت کی تشریح میں یہ بتاتے ہیں کہ یہ آیت انسانی زندگی کے بارے میں کیا رہنمائی کرتی ہے، نیز معاشرے کو درپیش حقیقی ضروریات و مشکلات کا کیا حل بتاتی ہے؟ یوں آپ قرآن کی معاشرہ ساز تعلیمات سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہاں ایک آیت کی تشریح کا خلاصہ بطور نمونہ درج کرتا ہوں:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ط وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ○ (الفرقان ۲۵:۳۱) "اے محمدؐ ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے اور تمھارے لیے تمھارا رب ہی رہنمائی اور مدد کو کافی ہے"۔ یعنی ہمارا قانون فطرت یہی کچھ ہے، لہٰذا ہماری اس مشیت پر صبر کرو، اور قانون فطرت کے تحت جن حالات سے دوچار ہونا ناگزیر ہے، ان کا مقابلہ ٹھنڈے دل اور مضبوط عزم کے ساتھ کرتے چلے جاؤ۔ اس بات کی امید نہ رکھو کہ ادھر تم نے حق پیش کیا اور اُدھر ایک دنیا کی دنیا اسے قبول کرنے کے لیے امنڈ آئے گی اور سارے غلط کار اپنی اپنی غلط کاریوں سے تائب ہو کر اسے ہاتھوں ہاتھ لینے لگیں گے..... رہنمائی سے مراد صرف علمِ حق عطا کرنا ہی نہیں ہے، بلکہ تحریک اسلامی کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لیے، اور دشمنوں کی چالوں کو شکست دینے کے لیے